آلِ محمد ﷺ کیلئے مختص احکام کا فقہی جائزہ

AN ANALYSIS OF ISLAMIC JURISPRUDENTIAL RULINGS SPECIFIC TO THE AAL OF MUHAMMAD (PBUH)

ڈاکٹر نظار حسین*

ڈاکٹر نجم الحسن**

DOI: 10.6084/m9.figshare.4519013
Link: https://dx.doi.org/10.6084/m9.figshare.4519013.v1

ABSTRACT:

It is the one of the most essential aspects for a Muslim to know and learn about that who are the Aal-e-Muhammad (PBUH), what is their importance in Islam and what are the specific commandments related to them. Allah Almighty has honoured them and raised their ranks. As believer, it is part and parcel of our faith and love towards the messenger of Allah to love his Aal. In our salah we ask Allah swt to bless the Aal of our master Muhammad (PBUH) the way He blessed the Aal of his forefather Ibrahim A.S. But do we really know what Aal means? Scholars and jurists have written extensively on these aspects. In this article, we have presented an overview of the position of scholars regarding what is referred to as Aal of Muhammad (PBUH). We have also summarized and pondered over the rulings and injunctions associated with them, such as prohibition to offer Sadaqat, Kafarat, Zakat and Ushar to them as their rank and status is different from others.

KEYWORDS: Aal-e- Muhammad (SAW), Respect, Sadaqat, Kafarat, Zakat ، Ushar.

کلیدی الفاظ: اھل البیت۔احترام، صداقت، کفارات، زکواۃ۔عشر

تعارف:

لفظ "اٰل" کی لغوی تحقیق:

اٰل کا لغوی معنی: اس لفظ کی اصل "اھل" ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ "اٰل" کی تصغیر "اُھَیل" آتی ہے۔ "اھل" کی "ھ" کو قربِ مخرج کی وجہ سے ہمزہ میں بدل دیا گیا پھر ہمزہ کو "اٰمن" کے قانون کے تحت الف سے بدل دیا گیا لہٰذا

* سینئر عربک ٹیچر گورنمنٹ مڈل سکول بھائی خان۔برقی پتا:nizarhussain26@gmail.com

** ڈیمانسٹریٹر عبدالولی خان یونیورسٹی مردان۔برقی پتا:najmulh639@gmail.com

"اھل" سے "اٰل" ہو گیا[1]۔ "اٰل" دن کے اول حصے کو اور اس آخری حصے کو کہا جاتا ہے جس میں ہر چیز بلند ہو جائے۔ آدمی کو "اٰل" اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ بھی ظاہر اور آشکارا ہوتا ہے۔[2] "اٰل" آدمی کو کہا جاتا ہے، "اٰل" وہ ہوتا ہے جسے تم دن کے اول اور آخر میں دیکھتے ہو گویا کہ آدمی بلند ہوتے ہیں۔ اٰلۃ واحد ہے "اٰل" یا آلات کا، یہ وہ لکڑی ہوتی ہے جس پر خیمہ کھڑا کیا جاتا ہے۔[3]

"اٰل" اس شخص کو کہا جاتا ہے جو دور سے ظاہر ہو جائے، یہ اس آل سے مشابہ ہوتا ہے جو صحراوں میں بلند ہوتا ہے، یہ سراب سے الگ چیز ہے۔ "اٰل" وہ اشخاص ہوتے ہیں جو دیکھنے والے کو صحراء میں غیر مشتبہ طور پر نظر آئیں۔ بعض نے کہا ہے کہ طویل اجسام کو "اٰل" کہا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے لکڑی کو بھی "اٰل" کہا جاتا ہے۔[4]

لفظ "اٰل" اور "اھل" کے استعمال کا فرق:

"اٰل" صرف اشراف کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جب کہ "اھل" اشراف اور ارذال دونوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کی اھل کے لیے "اٰل" بولا جاتا ہے یعنی "اٰل النبی ﷺ" لیکن کسی حجام کی اھل کے لیے "اٰل" نہیں بولا جاتا، یعنی "اٰل الحجام" نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کے متبعین کے لیے "اٰل" کا لفظ اس لیے استعمال کیا ہے کہ ان متبعین کی ظاہری صورت اشراف کی سی تھی۔[5]

اسی طرح "اھل" ظرف کو مضاف ہو سکتا ہے لیکن "اٰل" نہیں، لہٰذا اھل الزمان اور اھل المکان کہا جاتا ہے لیکن اٰل الزمان اور اٰل المکان نہیں کہا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت کے وقت "اھل" استعمال کیا جاتا ہے اور "اٰل" استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا "اھل اللہ" کہا جاتا ہے لیکن "اٰل اللہ" نہیں کہا جاتا۔[6]

بعض دفعہ "اھل" خاص بیوی کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بیوی نے عرض کیا:

قَالَتْ يَٰوَيْلَتَىٰٓ ءَأَلِدُ وَأَنَا۠ عَجُوزٌ وَهَٰذَا بَعْلِى شَيْخًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيبٌ ۝[7]

"اس نے کہا اے ہے میرے بچہ ہو گا۔ میں تو بڑھیا ہوں اور یہ میرے میاں بھی بوڑھے ہیں"۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَٰتُهُۥ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ[8] ﴾

"اے اہل بیت تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں۔" نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لأَهْلِي[9]"

تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی اہل کے لیے بہتر ہو اور میں تم میں سب سے زیادہ اپنے اہل کے لیے بہتر ہوں۔" یہاں پر اھل سے مراد ان کی بیویاں ہیں۔

فقہاء کے نزدیک "اٰل" اور "اھل" کا معنی:

"اٰل" کے معنی میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس وجہ سے احکام میں بھی مختلف ہوئے ہیں۔ حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ "اٰل" اور "اھل" دونوں کا معنی ایک ہے لیکن ہر ایک کا مدلول مختلف ہے۔ "اٰل" وہ قبیلہ ہوتا ہے جس کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہے۔[10]

احناف کہتے ہیں کہ آدمی کا اہلِ بیت، اس کی اٰل اور اس کی جنس کا ایک مطلب ہے جس سے مراد ہر وہ شخص ہے جو اسلام پانے والے آخری دادا تک اس کے نسب میں شریک ہے، خواہ وہ دادا اسلام قبول کر چکا ہو یا نہ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جدِ اعلیٰ کا اسلام قبول کرنا شرط ہے۔[11]

مالکیہ کہتے ہیں کہ لفظ "اٰل" عصبہ کو شامل ہے جس میں ہر وہ عورت بھی داخل ہے کہ اگر اسے مرد تصور کر لیا جائے تو عصبہ بنتی ہے۔[12]

حنابلہ کہتے ہیں کہ کسی آدمی کی اٰل اس کی اہلِ بیت، اس کی قوم، اس کے ہم نسب اور اس کی قرابت دار سب کی مراد ایک ہے۔[13]

شافعیہ کہتے ہیں کہ کسی شخص کی اٰل اس کے اقارب ہیں اور اس کی اہل وہ لوگ ہیں جن کی نفقہ اس پر لازم ہے اور اس کی اہل بیت سے مراد اس کے اقارب اور بیوی ہیں۔[14]

فضائل اٰلِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم:

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ چُنا اور بنو کنانہ سے قریش چُنا اور قریش سے ہاشم چُنا اور بنو ہاشم سے مجھے چُنا"[15]۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ بھی ارشاد ہے: "خَرَجْت مِنْ نِكَاحٍ ، لَمْ أَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَدُنْ آدَمَ , لَمْ يُصِبْنِي سِفَاحُ الْجَاهِلِيَّةِ"[16]۔ "رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں نکاح ہی سے پیدا ہوا ہوں حضرت آدم علیہ السلام تک میری نسب میں بدکاری نہیں ہے، جاہلیت کی بدکاری میری نسب کو نہیں پہنچی ہے"۔ اس چناؤ اور انتخاب کا مطلب یہ ہے کہ ان کو ظاہری، باطنی اور اخلاقی نجاست سے پاک وصاف رکھا۔ اٰلِ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی فضلیت و منقبت قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًاۚ[17] ﴾ "اے پیغمبر کی گھر والیو! بے شک اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر طرح کی ناپاکی دور کر دے اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے۔" اس سے مراد اٰلِ رسول

ﷺ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی برائی سے محفوظ رکھا ہے اور اپنی رحمت کے ساتھ خاص کیا ہے۔اس آیت سے مراد نبی کریم ﷺ، سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں[۱۸]۔ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم جَلَّلَ عَلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ كِسَاءً ثُمَّ قَالَ « اللَّهُمَّ هَؤُلاَءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا ». فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأَنَا مَعَهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ « إِنَّكِ إِلَى خَيْرٍ »[۱۹]۔"نبی کریم ﷺ نے سیدنا حسن، سیدنا حسین، سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر چادر ڈال دیا اور فرمایا کہ اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت اور میرے خاص ہیں، ان سے برائی کو دور فرما اور انہیں مکمل پاک صاف کر دے۔سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں بھی ان میں سے ہوں یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو بھی خیر پر ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَقُولُونَ إِنَّ رَحِمِي لاَ يَنْفَعُ ، بَلَى وَاللهِ إِنَّ رَحِمِي مَوْصُولَةٌ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ[۲۰] "کیا ہوا لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ میری رشتہ داری ختم ہو جائے گی، بلکہ اللہ کی قسم میری رشتہ داری دنیا اور آخرت میں قائم رہے گی۔" سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب فرماتے ہیں: كُنَّا نَلْقَى النَّفَرَ مِنْ قُرَيْشٍ وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ , فَيَقْطَعُونَ حَدِيثَهُمْ ، فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وسَلَّمَ فَقَالَ : مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَحَدَّثُونَ ، فَإِذَا رَأَوُا الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي , قَطَعُوا حَدِيثَهُمْ ، وَاللهِ لاَ يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الإِيمَانُ حَتَّى يُحِبَّهُمْ لِلَّهِ وَلِقَرَابَتِهِمْ مِنِّي[۲۱]۔"ہم قریش کی جماعت سے ملتے اور وہ آپس میں بحث مباحثہ کرتے اور ہماری باتوں کو درمیان میں قطع کرتے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہوا لوگوں کو کہ میرے اہلِ بیت کے آدمی کو دیکھے (کہ کلام کرتا ہے) اور اس کے کلام کو قطع کرتے ہے؟ اللہ کی قسم کسی آدمی کے دل میں تب تک ایمان داخل نہیں ہو گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے اور میری ان سے قرابت کے واسطے ان سے محبت نہ کرے۔"

نبی کریم ﷺ کی "اٰل" سے کون مراد ہیں؟

بعض فقہاء کہتے ہیں کہ اٰلِ رسول ﷺ وہ لوگ ہیں جو آپ ﷺ کی اتباع کریں، خواہ اہلِ قرابتدار ہوں یا نہ ہوں۔[۲۲]

بعض کہتے ہیں کہ اٰلِ رسول اللہ ﷺ سے مراد آپ ﷺ کی اہلِ قرابت ہیں خواہ آپ ﷺ کی اتباع کریں یا نہ کریں۔[۲۳]

بعض نے کہا ہے کہ اٰلِ رسول اللہ ﷺ صرف آپ ﷺ کے صلبی رشتہ دار یعنی بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں۔[۲۴]

امام تاج الدین سبکی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں۔ قرآنی آیات کی دلالت سے دونوں قبیلوں کے صرف مومن اٰلِ رسول ﷺ میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ[25]﴾ یہاں پر اٰل سے مراد صرف مومن ہیں اس لیے کہ یہ کتاب و حکمت دیئے جانے والے صرف مسلمان تھے جو کہ اٰل کا مسلمانوں کے ساتھ خاص ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ[26] اسی طرح نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ یہ صلوٰۃ وسلام پڑھے: "اللهم صل على محمد ، وعلى آل محمد كما صليت على آل إبراهيم إنك حميد مجيد[27]" حالانکہ یہ دعا صرف مومنوں کے لیے ہے۔[28] یہاں پر "اٰلِ محمد ﷺ" سے مراد بنو ہاشم ہیں جب کہ ہاشم سے اوپر کی نسب والے اس میں داخل نہیں ہیں۔ ان میں وہ لوگ داخل ہیں جو ہاشم کے صلب سے پیدا ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد: ﴿وأنذر عشيرتك الأقربين[29]﴾ میں ان کو دعوت دینے کا حکم نازل فرمایا ہے۔ اٰلِ رسول ﷺ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ، سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ اور حارث بن عبد المطلب کے "اٰل" شامل ہیں۔[30] ابولہب کی "اٰل" اس حکم میں شامل نہیں ہیں اس لیے کہ صدقات کی حرمت عزت و تکریم کی وجہ سے ہے اور یہ عزت و تکریم اٰلِ ابولہب کو شامل نہیں ہے۔[31]

صدقہ اور وصیت میں "اٰل" اور "اھل" کے احکام:

جب ثابت ہو گیا کہ "اٰل" سے مراد صرف مومن ہیں تو اگر کوئی شخص اپنی "اٰل" کے لیے وصیت کرے تو اس سے مراد صرف مومن ہوں گے۔[32]

اگر کسی نے کسی کی "اٰل" کے لیے وصیت کر دی تو یہ بمنزلہ "اہل" کے وصیت کی ہے۔[33] امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے عرف میں مطلق "اھل" سے زوجہ مراد لی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ: فُلَانٌ مُتَأَهِّلٌ وَفُلَانٌ لَمْ يَتَأَهَّلْ" فلاں شادی شدہ ہے اور فلاں نے شادی نہیں کی ہے۔ "وَفُلَانٌ لَهُ أَهْلٌ ، وَفُلَانٌ لَيْسَ لَهُ أَهْلٌ " اور فلاں کی بیوی ہے اور فلاں کی بیوی نہیں ہے۔، ان تمام اقوال سے مراد بیوی ہے۔ لہٰذا وصیت کو بیوی پر محمول کیا جائے گا۔ اس میں ممالیک شامل نہیں کیے جائیں گے اس لیے کہ ان کو مولیٰ کا اہل شمار نہیں کیا جاتا۔ اس میں وصیت کرنے والے کا وارث بھی داخل نہیں ہو سکتا۔[34]

اگر کسی آدمی نے کسی کی "اٰل" کے لیے وصیت کی تو یہ وصیت اس کے اہلِ بیت کے لیے ہے اس لیے کہ "اٰل" وہ

قبیلہ ہوتا ہے جس کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہے اور اگر کسی کے اہل بیت کے لیے وصیت کی تو اس وصیت میں اس کا باپ اور دادا داخل ہیں اس لیے کہ باپ اصلِ بیت ہوتا ہے۔[۳۵] اگر کسی نے اپنے اہل کے لیے کوئی چیز وقف کر دی تو قیاس یہ ہے کہ اس میں صرف اس کی بیوی داخل ہوتی ہے۔ یہ قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے۔[۳۶]

حنفیہ فرماتے ہیں کہ اگر واقف نے کہا کہ میری زمین اللہ تعالیٰ کے واسطے ہمیشہ میرے اھل بیت پر وقف ہے تو اس کی پیداوار اس کے اھل بیت میں سے فقراء اور اغنیاء سب کے لیے وقف ہو گی۔ اس وقف میں اس کے باپ، دادا، پر دادا اور تمام آباواجداد اور بیٹے پوتے اور پر پوتے یعنی اصول اور فروع تمام داخل ہوں گے۔ اس حکم میں مذکر، مونث، آزاد اور غلام سب کے سب برابر ہیں۔ جب اس کی اھل بیت ختم ہو جائے تو زمین مساکین کے لیے وقف ہو گی۔ ذمی بھی مسلمان کی طرح حق دار ہے۔ اس میں نہ وقف کرنے والا خود داخل ہے اور نہ اس کا وہ باپ جس نے اسلام کا زمانہ پایا اور نہ اس کی نسل میں وہ مؤنث جس کے آباواجداد دوسری قوم سے ہوں۔ اگر ان کے آباواجداد اس واقف کے نسب میں آخری پر دادا تک شریک ہیں جس نے اسلام کا زمانہ پایا ہو تو وہ اس کے اھل بیت میں شامل ہیں۔[۳۷]

حنفیہ کے نزدیک "اٰل" اور "اھل" کا وصیت میں بھی ایک معنی ہے۔ اگر کسی نے اپنے "اٰل" یا "اھل" کے لیے وصیت کر لی تو اس وصیت میں وہ سب لوگ داخل ہیں جو آخری پر دادا تک نسب میں اس کے ساتھ شریک ہیں اور اگر اپنے اھل بیت کے لیے وصیت کر لے تو اس میں اس کے باپ داد داخل ہوں گے جو وارث نہیں بنتے۔ اگر کوئی کسی کے لیے وصیت کر لے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ وصیت صرف اس کی بیوی کے لیے ہو گی اور صاحبین کے نزدیک اس میں وہ سب لوگ داخل ہیں جن کا نفقہ اس پر لازم ہے۔ لہٰذا اس میں اس کی بیوی، یتیم جو اس کی پرورش میں ہوں اور وہ بچے جو اس کی اہل وعیال میں شامل ہوں، سب داخل ہیں۔ وہ بڑا بیٹا جو باپ سے جدا ہو چکا ہے یا وہ بیٹی جس کی شادی ہو چکی ہے، دونوں اس کے اہل میں شامل نہیں ہیں۔ وصیت کرنے والا اور جس کے اہل کے لیے وصیت کی گئی ہے، ان دونوں کے ورثاء بھی اس میں شامل نہیں ہیں۔[۳۸] صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ اہل ان لوگوں کو کہتے ہیں جن پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سیدنا نوح علیہ السلام کا قول نقل کر کے فرماتے ہیں: ﴿رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ ۝[۳۹]﴾ اور سیدنا لوط علیہ السلام کے واقعات میں فرماتے ہیں: ﴿فَنَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝[۴۰]﴾

امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اہل جب مطلق بولا جاتا ہے تو عرف میں اس سے بیوی مراد لی جاتی ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ فلاں اہل والا ہے اور فلاں کی اہل نہیں ہے، تو اس سے مراد اس کی بیوی ہوتی ہے۔ لہٰذا وصیت بھی اسی پر محمول ہو گی۔[۴۱]

حضرات مالکیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اپنے "اٰل" اور "اھل" پر وقف کر دے تو یہ وقف عصبہ یعنی باپ، داد، بیٹے، بھائی، چچا ور چچاؤں کی اولاد نرینہ کو شامل ہو گا۔ اسی طرح ہر وہ عورت جسے مرد تصور کر لیا جائے تو وہ بھی عصبہ بنتی ہیں چاہے تصور کرنے سے پہلے عصبہ بغیرہ یا عصبہ مع غیرہ بنتی ہو جیسے بھائی کے ساتھ بہن یا بیٹی، یا بالکل عصبہ ہی نہیں بنتی ہو جیسے ماں اور دادی۔ جب کوئی کہے کہ میں اپنے اھل کے لیے وصیت کرتا ہوں تو یہ وصیت ماں کی طرف سے رشتہ داروں کے ساتھ خاص ہوتی ہے اس لیے کہ وہ ورثاء نہیں بنتے۔ باپ کی طرف سے رشتہ دار اس میں داخل نہیں ہو سکتے اس لیے کہ ان کو وراثت میں حصہ ملتا ہے۔ یہ ساری بات تب ہے جب اس کے باپ کے ایسے رشتہ دار نہ ہوں جو وارث نہ بنتے ہوں۔ اگر ایسے رشتہ دار موجود ہوں تو پھر وصیت ان کے ساتھ خاص ہو گی اور ماں کے رشتہ دار اس میں شامل نہ ہوں گے۔ وصیت اور وقف میں یہ قول ابن القاسم کا ہے۔ دیگر فقہاء فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں باپ کے رشتہ داروں کے ساتھ ماں کے رشتہ دار بھی شامل ہوں گے۔[۴۲]

فقہائے شافعیہ فرماتے ہیں کہ کوئی نبی کریم علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کے لیے وصیت کرے تو یہ وصیت ٹھیک ہے اور یہ وصیت رشتہ داروں کے لیے ہو گی۔ یہ وصیت نہ تمام مسلمانوں کے لیے ہو گی اور نہ حاکم کے اجتہاد کو سپرد ہو گی۔ اہل بیت بھی "اٰل" کی طرح ہوں گے اور بیوی بھی اہل بیت میں

شامل ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے اھل کے لیے وصیت کرے اور گھر کا کوئی تذکرہ نہ ہو تو اس میں ہر وہ شخص داخل ہو گا جس کا نفقہ اس کے ذمہ لازم ہو۔

فقہائے حنابلہ فرماتے ہیں کہ اگر اپنے "اٰل" یا اپنے "اھل" کے لیے وصیت کرے تو سب ورثاء ان میں سے خارج ہوں گے، اس لیے کہ وارث کے لیے وصیت نہیں ہے، اور اس کے "اٰل" میں سے وہ لوگ اس وصیت میں شامل ہوں گے جو وارث نہیں بنتے۔[۴۳]

اٰل محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھ مختص احکام:

اٰل محمد ﷺ اور ان کے آزاد کردہ غلاموں کو صدقہ دینا جائز نہیں ہے۔[۴۴] نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "إِنَّ الصَّدَقَةَ لاَ تَنْبَغِي لآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ"[۴۵] "بے شک صدقہ اٰل محمد ﷺ کے لیے مناسب نہیں ہے، بے شک یہ لوگوں کی میل کچیل ہے"۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "أخذ الحسن بن علي ، رضي الله عنهما تمرة من تمر الصدقة فجعلها في فيه فقال النبي صلى الله عليه وسلم كخ كخ ليطرحها ثم قال أما شعرت أنا لا نأكل الصدقة "[۴۶]۔ "سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے صدقے کی کھجور میں سے کچھ کھجور لے کر منہ میں ڈال دیئے تو نبی کریم ﷺ نے کخ کخ فرمایا تاکہ اسے پھینک دے اور پھر فرمایا

کہ تو نہیں جانتا کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔"

نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے بارے میں ابن بطال نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ سارے فقہاء اس پر متفق ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے اس "اٰل" میں داخل نہیں ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے[47]۔ لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان اس کے خلاف ہے۔ ابن ملیکہ سے روایت ہے کہ خالد بن سعید بن العاص نے ایک دفعہ صدقہ کرکے کھانے پینے کی کچھ چیزیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجی تو انہوں نے ان چیزوں کو واپس کرکے فرمایا کہ ہم محمد ﷺ کے "اٰل" ہیں ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات بھی تحریمِ زکوٰۃ وصدقات میں اہلِ بیت کے ساتھ شامل ہیں۔ شیخ تقی الدینؒ نے ذکر کیا ہے کہ ازواجِ مطہرات کے اوپر صدقہ حرام ہے اور وہ بھی راجح قول کے مطابق اہلِ بیت میں شامل ہیں[48]۔ بنوہاشم کے آزاد کردہ غلاموں کے بارے میں علمائے کرام کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ ان کو صدقاتِ واجبہ دینا جائز ہیں یا نہیں؟ کوفی فقہاء، ثوری، ابن ماجشون، مطرف اور ابن نافع کا قول یہ ہے کہ بنوہاشم کے آزاد کردہ غلاموں کو صدقہ دینا حرام ہے۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: "إِنَّ الصَّدَقَةَ لاَ تَحِلُّ لَنَا ، وَإِنَّ مَوَالِي الْقَوْمِ مِنْهُمْ"[49]۔ "بے شک ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے اور بے شک کسی قوم کے آزاد کردہ غلام اسی قوم سے ہیں۔ امام مالک، ابن القاسم اور امام شافعی کا قول یہ ہے کہ بنوہاشم کے آزاد کردہ غلاموں کو صدقہ دینا جائز ہے۔ انہوں نے اس حدیث میں یہ تاویل کی ہے کہ اس سے مراد صرف نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں نہ کہ تمام بنوہاشم کے۔ ابن القاسم نے کہا ہے کہ یہ اس حدیث کی مانند ہے: "ابن أخت القوم منهم"[50]۔ "کسی قوم کی بہن کا بیٹا اسی قوم سے ہوگا" یہاں صرف عزت وتکریم مراد ہے۔[51]

اٰل محمد رسول اللہ ﷺ کا کفارات، نذور اور عشر وغیرہ لینے کا حکم:

یمین، ظہار اور قتل کا کفارہ، احرام کی حالت میں شکار کرنے کا جزاء اور وقف زمین کا غلہ اور عشر ان کو دینا جائز نہیں ہیں۔ امام ابویوسفؒ نے فرمایا ہے کہ زمین اگر اٰلِ رسول ﷺ ہی کے لیے وقف کردی گئی ہو تو پھر اس زمین کا غلہ لینا جائز ہے۔ "نہایہ"، "فتاوی العتابی" اور "الکافی" میں یہ تصریح موجود ہے کہ نفلی صدقات اٰلِ رسول ﷺ کو دینا جائز ہیں۔ چنانچہ نفلی صدقات اور وقف اٰل محمد رسول اللہ ﷺ پر خرچ کرنا جائز ہیں اس لیے کہ واجبات میں اداشدہ مال فرض ساقط کرنے کے ساتھ ساتھ مالک کا نفس بھی پاک کردیتا ہے جس کی وجہ سے وہ اداشدہ مال استعمال شدہ پانی کی طرح ناپاک ہوجاتا ہے البتہ نفل میں اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہوتی بلکہ اپنی طرف سے تبرع کرتا ہے تو اس سے مال میں کوئی ناپاکی نہیں آتی۔ حق بات یہ ہے جو نظر وفکر کا بھی تقاضا ہے کہ ہم وقف نفل کی طرح قرار

دے دیں۔ اگر نفل میں دینا جائز ہو تو وقف میں دینا ضرور جائز ہو گا ورنہ نہیں۔ اس لیے کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ واقف وقف کرنے میں تبرع کرتا ہے کیونکہ کوئی چیز وقف کرنا کسی پر لازم نہیں۔[۵۲]

اٰل محمد رسول اللہ ﷺ کا نفلی صدقات لینے کا حکم:

اس مسئلہ میں فقہاء کے تین اقوال ہیں:

پہلا قول یہ ہے کہ اٰل محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے نفلی صدقات لینا مطلقاً جائز ہیں۔ یہ قول حنفیہ اور شافعیہ کا ہے۔ اس لیے کہ یہ لوگوں کے میل کچیل نہیں ہیں تو اس کی مثال وضو در وضو ہے۔[۵۳]

امام احمد بن حنبلؒ کا بھی ایک قول یہی ہے۔[۵۴]

دوسرا قول یہ ہے کہ اٰل محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے صدقات لینا مطلقاً جائز نہیں ہیں۔ یہ قول بعض حنفیہ، شافعیہ کا ہے۔[۵۵] اور حنابلہ کا راجح مذہب یہی ہے۔ یہ فقہاء فرماتے ہیں کہ اٰل محمد رسول اللہ ﷺ کو صدقات لینے سے روکنے کی جو روایات ہیں وہ عام ہیں، فرض اور نفل سب کو شامل ہیں۔[۵۶]

تیسرا قول یہ ہے اٰل محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے صدقات لینا جائز ہیں مگر مکروہ ہے۔ یہ مذہب مالکیہ کا ہے۔

مراجع وحواشی

[۱] دستور العلماء، قاضی عبد رب النبی بن عبد رب الرسول ا: ۱۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۰ء

[۲] ادب الکتاب، ابن قتیبہ، عبد اللہ بن مسلم ا: ۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت

[۳] الصحاح فی اللغۃ، اسماعیل بن حماد ا: ۲۷، دار الفکر، بیروت

[۴] الفروق اللغویۃ، ابو ہلال العسکری ۷:ا، دار الفکر، بیروت

[۵] عمدۃ القاری، شرح صحیح بخاری، علامہ بدرالدین عینی ا: ۱۲۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۲۰۰۶ء

[۶] دستور العلماء ا: ۲۰۰۰، ۱۲ء

[۷] سورۃ ہود ۱۱: ۷۲

[۸] سورۃ ہود ۱۱: ۷۳

[۹] سنن ابن ماجہ، کتاب ابواب النکاح، باب حُسْنِ مُعَاشَرَۃِ النِّسَاءِ [۵۰] حدیث: ۱۹۷۷

[۱۰] العنایۃ شرح الہدایۃ، محمد بن محمد البابرتی ۱۶: ۱۶۹ ، منح الجلیل شرح مختصر خلیل، محمد علیش ۱۷: ۱۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت

[۱۱] رد المختار علی الدر المختار، ابن عابدین، محمد امین بن عمر ۲۹: ۸۲، دار الفکر، بیروت، ۲۰۰۰ء

[۱۲] حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، علامہ دسوقی، محمد بن احمد ۱۶: ۲۷۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت

[۱۳] کشاف القناع عن متن الاِقناع، منصور بن یونس ۳: ۳۰، دار الفکر، بیروت

[۱۴] نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج، شمس الدین، محمد بن احمد ۶: ۸۲، دار الفکر، بیروت

[15] صحیح مسلم، کتاب الفضائل [۴۴] باب فَضْلِ نَسَبِ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم [۱] حدیث:۶۰۷۷

[16] مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الفضائل [۳۰] باب مَا أَعْطَی اللہُ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم [۱] حدیث:۳۲۲۹۸، ابو بکر، عبد اللہ بن محمد، بن ابی شیبۃ، دار القبلۃ، بیروت، س۔ن

[17] سورۃ الاحزاب ۳۳: ۳۳

[18] تفسیر جامع البیان، امام طبری، محمد بن جریر ۲۰: ۲۶۲

[19] سنن ترمذی، کتاب المناقب [۴۵] باب فَضْلِ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ [۶۱] حدیث:۴۲۴۵

[20] المستدرک علی الصحیحین، کتاب فضائل الصحابہ، باب ذکر فضائل قریش، حدیث:۶۹۵۸

[21] سنن ابن ماجہ، کتاب ابواب السنۃ [۱] باب فِي فَضَائِلِ أَصحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وسَلَّمَ [۱۱] حدیث:۱۴۰

[22] درر الحکام شرح غرر الاحکام ۱: ۳۳۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت

[23] درر الحکام شرح غرر الاحکام ۱: ۳۳۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت

[24] غریب الحدیث، ابن جوزی، علی بن محمد ۱: ۳۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۸۵

[25] سورۃ النساء ۴: ۵۴

[26] سورۃ آل عمران ۳: ۳۳

[27] صحیح بخاری، کتاب التفسیر [۲۹] باب قوله ﴿إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما﴾ [۲۵۶] حدیث:۴۷۹۷

[28] الاشباہ والنظائر، امام تاج الدین سبکی، عبد الوہاب بن علی ۲: ۲۶۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۱ء

[29] سورۃ الشعراء ۲۶: ۲۱۴

[30] شرح صحیح بخاری، ابن بطال، علی بن خلف ۳: ۵۴۳، مکتبۃ الرشد، سعودیہ، ۲۰۰۳ء کشاف القناع عن متن الاقناع، منصور بن یونس حنبلی ۵: ۴۱۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت

[31] بحر الرائق ۶: ۸۲

[32] الاشباہ والنظائر، امام تاج الدین سبکی، عبد الوہاب بن علی ۲: ۲۶۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۱ء

[33] بدائع الصنائع ۱۷: ۲۰۵

[34] بدائع الصنائع ۱۷: ۲۰۶

[35] العنایۃ شرح الہدایۃ، محمد بن محمد البابرتی ۱۶: ۱۶۹

[36] المحیط البرہانی، محمود بن احمد ۶: ۳۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت

[37] شرح فتح القدیر، کمال الدین محمد بن عبد الواحد ۶: ۲۴۶، دار الفکر، بیروت

[38] بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۱۷: ۲۰۵

[39] سورۃ ہود ۱۱: ۴۵

[40] سورۃ الانبیاء ۲۱: ۷۶

[41] بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۱۷: ۲۰۵

[42] الشرح الکبیر ۴: ۹۴

[43] نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج، محمد بن احمد ۱۹: ۳۰۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت

[44] کشاف القناع عن متن الاقناع، منصور بن یونس حنبلی ۵: ۴۱۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت

[45] صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ [۱۳] باب تَرْكِ اسْتِعْمَالِ آلِ النَّبِيِّ عَلَى الصَّدَقَةِ [۵۲] حدیث:۲۵۳۰

[46] صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ [۲۷] باب ما يذكر في الصدقة للنبي صلى الله عليه وسلم [۶۱] حدیث:۱۴۹۱

[47] شرح صحیح بخاری، لابن بطال ۳: ۵۴۴

[48] المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل، ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد ۵: ۲۲۶' البحر الرائق ۶: ۸۶

[49] السنن الکبریٰ، امام نسائی، احمد بن شعیب، کتاب الزکوۃ، باب موالی القوم منہم [۹۹] حدیث:۲۴۰۴

[50] صحیح بخاری، کتاب المناقب [۶۴] باب ابن أخت القوم ومولى القوم منهم [۱۳] حدیث:۳۵۲۸

[51] شرح صحیح بخاری، لابن بطال ۳: ۵۴۴

[52] فتح القدیر، ابن ہمام محمد بن عبد الواحد ۴: ۲۱۰ دار الکتب العلمی، بیروت

[53] الاختیار لتعلیل المختار، عبد اللہ بن محمود حنفی ۱: ۱۲۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۵ء' الحاوی الکبیر، علامہ ابو الحسن الماوردی ۸: ۱۳۶۸، دار الفکر، بیروت

[54] العدۃ شرح العمدۃ، عبد الرحمٰن بن ابراہیم حنبلی ۱: ۱۳۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۵ء

[55] العنایۃ شرح الہدایۃ، محمد بن محمد البابرتی ۳: ۲۰۹

[56] المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل الشیبانی ۵: ۲۲۸